بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساربان چل رہا ہے

لے کے اک قافلہ غمزدہ ساربان چل رہا ہے
راہِ پُر خار پر بیکس و ناتوان چل رہا ہے

زنجیر اور دستِ لاغر کہاں — گردن میں ڈالا ہے طوقِ گران
پہنائی ہیں پاؤں میں بیڑیاں — زخموں سے چھالوں کے ہیں خون روان
کر کے شکرِ خدا دِین کا پاسبان چل رہا ہے

جن کے وسیلے سے مشکل ٹلے — باندھے ہیں اُن کے رسن میں گلے
لُوٹا اُنہیں ، اُن کے خیمے جلے — نازوں میں کل آلِ احمد پلے
آج وہ دربدر دشت میں کاروان چل رہا ہے

عباس جیسے سہارے گئے — عون و محمد سے پیارے گئے
برچھی سے اکبر بھی مارے گئے — اصغر لحد میں اُتارے گئے
پھول جو بچ گئے لے کے وہ باغبان چل رہا ہے

شبیر تو بے کفن رہ گئے — لاشے سبھی بے دفن رہ گئے
پامال تشنہ دھن رہ گئے — رن میں شہیدوں کے تن رہ گئے
اور افسوس سر سب کا نوکِ سنان چل رہا ہے

بول اے سکینہ اب آئے گا کون؟   سینے پہ تجھکو سُلائے گا کون؟
دریا سے اب پاني لائے گا کون؟   چھینیں گے دُر تو بچائے گا کون؟
غم نہ کر ، غم نہ کر ، ساتھ بھائي یہاں چل رہا ھے

بانو گلے سے لگائے کِسے؟   اور گود میں اب سُلائے کِسے؟
جھولا ھے خالي جُھلائے کِسے؟   راتوں کو لوري سُنائے کِسے؟
کیا ھے اصغر نہیں ساتھ جھولا تو ماں چل رہا ھے

زینب ابھي مُلکِ شام آئے گا   رنج و اَلم گام گام آئے گا
ظالم کا دربارِ عام آئے گا   زینب کو لاؤ پیام آئے گا
سوچتے سوچتے یہ امامِ زماں چل رہا ھے

جیسے تھے مولیٰ برھان الھدیٰ   ھیں سیفِ دیں ویسے ھي باخدا
سو جاں سے اِن پر حسامي فدا   رکھنا سلامت اِنھیں رب سدا
قافلہ بالیقیں اِن کا سوئے جناں چل رہا ھے